سلسلہ : رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: پندرہویں

رسالہ نمبر 4

(۱۳۳۱ھ)

تدبیر فلاح ونجات واصلاح

جات، اصلاح معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
تدبیر فلاح ونجات واصلاح ۱۳۳۱ھ
(نجات، اصلاح معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم ط

مسئلہ ۱۵: از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خاں صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلکم العالی، تمنائے قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش، المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب:

بملاحظہ مکرمی حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی لعل خاں صاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، المؤید کے چھ پرچے آئے انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں، بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روشن کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ"[1]۔	بیشک اللہ تعالٰی کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاح قلوب واحوال فرمائے، خطاؤں سے در گزر کرے، غیب سے اپنی مدد اتارے، اسلام ومسلمین کو غلبہ قاہرہ دے، آمین الہ الحق آمین، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مگر بے دل نہ چاہئے،

"لَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾"[2]	اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔(ت)

اللہ واحد قہار غالب علی کل اس دین کا حافظ وناصر ہے،

"وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾"[3] "وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾"[4]	اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا، تمھیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔(ت)

حضور سید نا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک غالبًا[5]۔	میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا ان کی مخالفت اور رسوائی کرنے والا ان کو ضرر نہ پہنچاسکے گا کہ وہ گروہ اس کا حکم آنے تک اس پر غالب رہے گا۔(ت)

یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے جس میں سلطان شہید ہوں گے اور روئے زمین پر اسلامی

---

[1] القرآن الکریم ۱۳/۱۱

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۸۷

[3] القرآن الکریم ۳۰/ ۴۷

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۳۹

[5] صحیح البخاری کتاب المناقب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۴، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تزال امتی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۳، سنن ابوداؤد کتاب الفتن آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۸

سلطنت کا نام نہ رہے گا۔ تمام دنیا میں نصارٰی کی سلطنت ہوگی، اگر معاذاللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں۔ شدنی ہو کر رہے گی، مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا۔ پھر سیدنا روح اللہ عیسٰی مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دینا سے کافور ہوگا۔ تمام روئے زمین پر ملت ایک ملت اسلامی ہوگی، اور مذہب ایک مذہب اہلسنت، غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائے گی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے، بہر حال بندگی بیچارگی دعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالت زار پر رحم فرمائے گا اور اپنی نصرت اتارے یعنی جھٹکے جو پہنچ گئے ہیں انھیں پر "زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ﴿۱۱﴾ "[6] (خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ت) کو ختم فرمادے اور "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾ "[7] (سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔ت) کی بشارت سنادے، حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں، اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کے جان ومال جنت کے عوض خریدے ہیں،

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ "[8]	بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان ومال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔(ت)

مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن ومال واہل وعیال چھوڑ کر ہزاروں کوس دور جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے وہی وہی رنگ، وہی تھیٹر وہی امنگ، وہی تماشے وہ بازیاں، وہی غفلتیں وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں، ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دئے ایک عورت نے ایک چین وچنان جرگہ کو پچاس ہزار دئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دئے، اور یونیورسٹی کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہوا، بمبئی میں ایک کم درجے

---

[6] القرآن الکریم ۳۳/ ۱۱

[7] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۴

[8] القرآن الکریم ۹/ ۱۱۱

کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپے کو خریدی فقط اس لئے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لئے جو کچھ جوش دکھائے جارہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں، اور جو اصلی کاروائی ہورہی ہے زمین کی تہہ میں ہے پھر کس بات کی امید کی جائے۔ بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو، میں اسے پسند نہیں کرتا۔ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہوں، اول تو یہ بھی کہنے کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے، اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹل مین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں۔ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا، اس پر کتنوں نے عمل کیا اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا، اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ ہو سو ترکیوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں، لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی، بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہئے تھا کہ:

اولاً: باستثناء ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے،
اپنے سب مقامات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ ووکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع ہی میں رہتا، اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑنت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر کہ آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً: بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کیلئے بنک کھولتے، سود شرع نے قطعی حرام فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ "کتاب کفل افتیہ الفاhم" میں چھپ چکا ہے، ان جائز طریقوں پر بھی نفع لینے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر کو ہوئی چلی جاتی ہے ان سے بھی محفوظ رہتے، اگر بنیوں کی جائداد ہی لی جاتی مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے تنگے۔

رابعاً: سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو

بلند تاجوں کا مالک بنایا۔ اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت میں گرایا فانا ﷲ وانا الیہ راجعون، ولاحول ولاقوۃ الاباﷲ العلی العظیم۔

دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے، علم دین سیکھنا پھر اسی پر عمل کرنا اپنی دونوں جہاں کی زندگی چاہتے وہ انھیں بتادیتا، اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے، جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے،

مسلمان اگر یہ چار باتیں اختیار کریں تو ان شاء اللہ العزیز آج کی حالت سنبھل جاتی ہے، آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمائے کہ سوال وجواب سے حاصل کیا جب کوئی اس پر عمل کرنے والا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اول: پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں۔ اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں، "فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾ "[9] (تو کیا تم باز آئے۔ت)

دوم: کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت وتجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر وعزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریدار کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنی بھائی کا ہے، اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہر گز لیں گے اور ولایتی گراں خریدلیں گے۔ ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہبلکہ بلکہ خراب، ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ ناچار خرید نے والے مجبور ہو کر ہندو سے خرید تے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو "فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾ "[10] (تو کیا تم باز آئے۔ت)

سوم: کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اڑادیں وہ ناموری ہے ریاست ہے، اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کرلین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ ورسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے، نہ انھیں مرنا ہے، نہ اللہ وحدہ قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا

---

[9] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[10] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

حساب دینا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر سود بھی لیں تو نبیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں ان کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم: کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹر پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس کی نوکری میں اس کی حاجت پڑے، اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلیم کا زمانہ ہے یوں گنوائی، اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپٹے چلے جاتے ہیں، اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عندالشرع ہزار ذلت، کہئے پھر علم دین سکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک وبد میں تمیز کرنے کا کون سا وقت آئے گا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں، اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں، بفرض غلط اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی، کیا تم علم دین کی برکتیں ترک کروگے۔ "فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱"[11] (تو کیا تم باز آئے۔ت)

یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے، اس نے تمھیں ذلیل کر دیا اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا، اس نے اس نے جو کچھ کیا وہ اس نے، اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں، "ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے، تم کیوں قلی بنے ہو" حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ **ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر وقصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں ان شاء اللہ تعالٰی سب کرلیں گے، چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتداء سخن میں تلاوت ہوئی "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ"[12] الآیۃ جس طرح برے رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانے ہے یوں ہی نیک روش کی طرف

---

[11] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[12] القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱

تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کرتب چھوڑوگے تو ہم تمھاری اس ردی حالت کو بدل دیں گے،ذلت کے بدلے عزت دینگے،اے رب ہمارے! ہماری انکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم آمین!

خیر یہ مرتبہ تو عمر کا ہے، مسلمانوں چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضروریات امداد ترک کی نسبت کہئے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوا بعض غرباء کے امراء ورؤسا بلکہ دنیا بھر کے والیان ملک نے بھی کوئی قابل قادر حصہ لیا وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے وہ جو لاکھ پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پروائی، گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔انھیں جانے دیجئے،وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہئے، کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعوی ہے، مصارف جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اڑجاتا ہے،اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنے ایک مہینہ کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینہ کی آمدنی میں بارہ مہینہ گزر کرلینا کچھ دشوار نہ ہو۔اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہوجائیں، یونیورسٹی کے لئے جو غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہوچکی ہے،اور وہ بنی بھی نہیں یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں اس کو اللہ وحدہ قہار کی راہ بھیج دیجئے،اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا۔اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوالے گا، بلکہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہر گز ہر گز بن بھی نہ سکے گی اس وقت جو گت ہوگی اس کا بیان پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام وکمال روپے سلطنت اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرض حسن ہی دیجئے،اور زیادہ کیا کہوں، **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم**۔**واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔**

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مہر دار الافتاء مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

تصحیح کردہ اعجاز الرضوی	از کاظمی مقیم دربار داتا صاحب
صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم۔	**الجواب صحیح**
محمد رضا خان قادری عفی عنہ	فقیر حسین احمد العاشق النھواری عفی عنہ المولی القوی

اصاب المجیب جزاہ اللہ جزاء ویثیب (مجیب نے جواب درست دیا ہے اللہ تعالٰی مجیب کو جزا وثواب عطا فرمائے۔ت)

فقیر مصطفٰی رضا القادری النوری غفرلہ ولوالدیہ

صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب (جواب صحیح ہے اور اللہ تعالٰی بہتر جاننے والا ہے۔ت)

فقیر امجد علی الاعظمی الرضوی عفی عنہ

وانا علی ذلك من الشاھدین (اور میں اس حوالے کے صحیح ہونے پر گواہ ہوں۔ت)

فقیر نواب مرزا رضوی بریلوی عفی عنہ المولی القوی